5۔ مستقبل کی جھلک

مولانا ظفر علی خاں (۱۸۷۳ء۔۱۹۵۶ء)

تعارف: مولانا ظفر علی خان ۱۸۷۳ء میں سیالکوٹ کے ایک گاؤں کوٹ میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مولوی سراج الدین تھا۔ ابتدائی تعلیم وزیر آباد میں، میٹرک پٹیالہ سے اور بی۔ اے علی گڑھ کالج سے پاس کیا۔ باپ کی وفات کے بعد روز نامہ ''زمیندار'' کی ادارت خود سنبھالی۔ نظم ونثر دونوں میں مہارت دکھائی اور اپنے اخبار میں خوب قلمی جہاد کیا۔ نقاد انھیں جز وقتی شاعر بھی کہتے ہیں لیکن بعض اشعار ہمہ وقتی کا بین ثبوت ہیں۔ مشہور تصانیف میں بہارستان، چمنستان اور نگارستان قابلِ ذکر ہیں۔ ۱۹۵۶ء میں وفات پائی۔

خلاصہ: (بہاول پور 07,08,10، ڈیرہ غازی خاں 08,09,13، ملتان 10، سرگودھا 10، لاہور 07,13)

وہ دور جلد آنے والا ہے جب ایک نئی دنیا تخلیق ہوگی اور مسلمانوں کا خون اس نئی دنیا کی تعمیر وترقی میں استعمال ہوگا۔ عالم اسلام میں اپنی عزتِ نفس کا احساس بیدار ہوگا اور ایسے لوگ جنم لیں گے جو آزادی اور دین کی سربلندی کے لیے ایسے عظیم کارنامے سرانجام دیں گے جو اُن کے اسلاف کے لیے باعثِ رشک ہوں گے۔ ایشیا کی محکوم اقوام یورپی استعمار کا جنازہ نکال دیں گے اور آپ اپنی آزادی کے محافظ بن جائیں گے۔ برصغیر میں بھی جلد صدائے آزادی بلند ہوگی۔ یہ باتیں دل خوش کرنے کے لیے نہیں کی گئیں بلکہ جلد ہی یہ حقیقت کا روپ دھارنے والی ہیں۔

اشعار کی تشریح

(1) کوئی دن جاتا ہے پیدا ہوگی اِک دنیا نئی ، خونِ مسلم صرفِ تعمیرِ جہاں ہو جائے گا

(بہاول پور 2010، لاہور 2010)

حل لغت:

کوئی دن جاتا ہے: بہت جلد وہ دن آنے والا ہے / وہ دن قریب ہے

صرف ہوگا: استعمال ہوگا ، تعمیر جہاں: دنیا کی تعمیر

مفہوم: بہت جلد وہ دن آنے والا ہے جب ایک نئی دنیا تخلیق ہوگی اور مسلمانوں کا لہو نئی دنیا کی تعمیر میں استعمال ہوگا۔

تشریح:

تحریک پاکستان کے دوران میں جن لوگوں نے اپنے خونِ دل کو روشنائی بنا کر اشعار اور نظمیں تخلیق کیں اُن میں ایک بڑا نام مولانا ظفر علی خان کا بھی ہے۔ وہ اپنی معروف نظم میں باطنی آنکھ سے مستقبل کی تصویر کشی کرتے نظر آتے ہیں۔

مولانا ظفر علی خان کا لب ولہجہ پرامید ہے۔ انھوں نے مسلمانوں کے لیے بہتر، تاب ناک اور روشن مستقبل کی پیشین گوئی کی ہے۔ اس شعر کی شرح 1937ء کے پس منظر میں، جب یہ نظم لکھی گئی کرنا زیادہ بہتر ہوگی۔ یہ وہ دور تھا کہ جب مسلمانوں کی اکثریت اپنے حال و مستقبل سے مایوس ہو چکی تھی۔ کائنات میں خونِ مسلم نہایت ارزاں ہو چکا تھا۔ برصغیر میں تاجِ برطانیہ کی شہ پر ہندو، مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہے تھے۔ فلسطین میں برطانیہ کی سربراہی میں یہودی مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہا رہے تھے۔ سلطنتِ عثمانیہ (ترکی) جو کبھی یورپ، افریقہ و ایشیا پر محیط ہوتی تھی پاش پاش ہو کر صرف استنبول کے قرب و جوار تک محدود ہو گئی تھی۔ چین میں لاکھوں مسلمان زندہ نذرِ آتش کیے جا چکے تھے۔ ایک طرف تو دشمنوں نے مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کا فیصلہ کر رکھا تھا تو دوسری جانب غدارانِ ملت اُن کی پیٹھ میں خنجر گھونپ رہے تھے۔ ان حالات میں بیشتر مسلمان ناامید ہو چکے تھے۔

لیکن ظفر علی خاں نے انھیں یہ یقین دلایا کہ:

"خدا کی رحمت سے کبھی بھی مایوس نہ ہونا" (القرآن)

چناں چہ وہ کہتے ہیں کہ حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے۔ وہ دن دور نہیں جب ایک نئی دنیا پیدا ہوگی۔ جس میں مسلمانوں کا استحصال نہیں ہوگا۔ وہ ساعتیں قریب ہیں جب یہ پرانی دنیا مٹ جائے گی اور ایک نئی دنیا تخلیق ہوگی۔ یہ دنیا عصرِ حاضر کی دنیا (1937) سے قطعی مختلف ہوگی۔ اس دنیا کی بنیادیں مسلمانوں کے خون سے استوار ہوں گی۔ یہ وہ دنیا ہوگی جس میں مسلمانوں کا لہو دنیا کی تعمیر و تخلیق میں صرف ہوگا۔ غلامی کے دور کا خاتمہ ہوگا اور ہر طرف نغمۂ توحید گونجے گا۔ بقول اقبال:

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

اور آج کے اس سیاہ پوش دن میں سے آزادیٔ مسلم کا ماہتاب طلوع ہوگا۔ اور ظلمتِ شب روزِ روشن میں تبدیل ہوگی۔

بقول شاعر:

ابھی غم کی گھٹاؤں سے خوشی کا چاند نکلے گا
اندھیری رات کے پردے میں دن کی روشنی بھی ہے

مسلم ممالک آزاد ہو جائیں گے اور مسلمان پھر سے آزاد فضاؤں میں سانس لیں گے۔ آج ہر جگہ جو مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہائی جا رہی ہیں، اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ آج مسلمان جو قربانیاں دے رہے ہیں ایک روز یہ قربانیاں رنگ لائیں گی۔ مسلمان استعمار کا ملعون جوا اتار پھینکیں گے۔ موحدین (وحدانیت کا اعتراف کرنے والے مسلمان) کا خون توحید پرستوں کی آزادی کا باعث بنے گا۔ چناں چہ برصغیر پر آزادی کے علم لہرانے والا دن جلد آنے والا ہے۔ بقول شاعر:

وہ دن آنے کو ہے آزاد جب ہندوستاں ہوگا
مبارک باد اس کو دے رہا سارا جہاں ہوگا

(2) بجلیاں غیرت کی تڑپیں گی فضائے قدس میں
حق عیاں ہو جائے گا باطل نہاں ہو جائے گا

(لاہور بورڈ 2008، بہاول پور بورڈ 2010، ڈی جی خان 13ء)

حلِ لغت: فضائے قدس: پاک فضا، سرزمینِ فلسطین — عیاں: ظاہر، آشکارا — نہاں: چھپا ہوا، پوشیدہ

مفہوم: مسلمانوں کی غیرت بیدار ہوگی اور حق فاتح اور باطل شکست حال ہو جائے گا۔

تشریح:

زیرِ تشریح شعر میں مولانا ظفر علی خاں کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی غیرت بیدار ہو جائے گی۔ درحقیقت غیرت انسان کا زیور ہے۔ جب کسی قوم کی غیرت ختم ہو جائے تو وہ نیست و نابود ہو جاتی ہے اور جب غیرت جوش میں آئے تو درویش کو شاہی عطا کر دیتی ہے۔ غیرت کی اہمیت کے متعلق اقبال رقمطراز ہیں۔

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا

چناں چہ وہ کہتے ہیں کہ دنیا کے مسلمانوں میں عموماً اور فلسطین کے مسلمانوں میں خصوصاً غیرت جاگ اٹھے گی۔ مسلمانوں کا ماضی گواہ ہے کہ مسلمانوں میں غیرت کا مادہ بدرجہ اتم موجود رہا ہے۔ اسلام کی ایک بیٹی کی فریاد پر حجاج نے سندھ روانہ کیا۔ جولین کی بیٹی (فلورا / فلورنڈا) کی آبروریزی کو برداشت نہ کرتے ہوئے موسیٰ نے اسپین کو تسخیر کیا تھا۔ لیکن آج یہ غیرت سوئی ہوئی ہے جو جلد بیدار ہو جائے گی اور فلسطین آزاد ہو جائے گا۔ اور بقول اقبال مسلمان یہ ثابت کر دیں گے۔

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

فلسطین پر صیہونی قبضہ ایک گہری سازش تھی۔ دراصل پہلی جنگِ عظیم (1914-1918) کے دوران برطانیہ نے یہودی سرمایہ داروں سے قرضے لیے اور پھر ان قرضوں کی ادائیگی کے عوض فلسطین کی تسخیر کے بعد 1917ء میں یہاں یہودی آبادکاری

قائم ہوئیں اور 1920ء میں یہودیوں کو باقاعدہ حاکم بنا دیا گیا۔ بے گناہ مسلمانوں، معصوم بچوں اور نہتے لوگوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ مسلمانوں کے گھروں پر بلڈوزر چلا کر زمیں بوس کر دیے گئے۔ اور لاکھوں مسلمان قتل ہوئے۔ لیکن اس سے کہیں بڑا المیہ یہ تھا کہ ایک مخصوص مسلم طبقہ غیرت سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔ فلسطین کے معاملے میں بھی کئی فوجی غداروں نے دشمنوں کو عثمانی فوج کے راز پہنچائے۔ جس کی وجہ سے کثیر عثمانی لشکر کو شکست ہوئی۔ صرف یہی نہیں ہر مقام پر مسلمانوں نے غداروں کی وجہ سے شکست کھائی۔ سلطان ٹیپو نے شکست کھائی میر صادق و پورنیا کی وجہ سے۔ سراج الدولہ نے میر جعفر کی وجہ سے۔ جنگ آزادی مرزا الٰہی بخش، مولوی رجب علی اور شہنشاہ کے اپنے داماد کی وجہ سے ناکام ہوئی۔

چناں چہ ظفر علی خاں کہتے ہیں کہ آج مسلمانوں سے جو علاقے چھینے جا چکے ہیں تو کوئی ایسی پریشان کن بات نہیں ہے کیوں کہ جب مسلمانوں کی غیرت پھر سے جوش میں آئے گی تو یہ علاقے واپس لے لیں گے کیوں کہ یہ مسلمانوں کا حق ہے۔

جو حصہ غیر کے قبضے میں ہے وہ میرا ہے
کبھی تو چھین لوں گا میں ردائے ناموری

اور جب مسلمانوں کی غیرت بیدار ہوگی پھر سے دنیا پر اسلام کا غلبہ ہو جائے گا۔ حق کا بول بالا ہو جائے گا اسلام کا ڈنکا بجے گا اور باطل پھر سے نہاں ہو جائے گا۔ سات سمندر پار سے آنے والی قوم پھر سے اپنے محدود جزیروں میں سمٹ کر رہ جائے گی۔ ایشیائی اقوام آزاد ہوں گی۔ اور آج جو قوتیں اسلام کے خاتمے پر کمر بستہ ہیں اسلام کا عروج دیکھیں گی۔ بقولِ اقبالؒ:

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

سرزمینِ فلسطین پر مسلمانوں کا حق ہے کیوں کہ یہ مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے اور حضور ﷺ نے یہاں انبیائے کرام کی امامت بھی کرائی، پھر سے مسلمانوں کے قبضے میں آجائے گا۔

(3) اِن کواکب کے عوض ہوں گے نئے انجم طلوع
ان دنوں رخشندہ تر، یہ آسماں ہو جائے گا

(بہاول پور 2009ء، سرگودھا 2010ء، ڈی جی خان 13ء)

حلِ لغت: کواکب: کوکب کی جمع/ستارے عوض: بدلے میں انجم: ستارے
رخشندہ تر: زیادہ روشن طلوع: ظاہر ہونا، دکھانا، پیدا ہونا

مفہوم: آج کے ستاروں (شہدا) کی جگہ نئے ستارے (نئے غازی) لیں گے اور عالمِ اسلام مزید تابناک ہو جائے گا۔

تشریح:

مولانا ظفر علی خاں نے استعارے کے پردے میں بات کی ہے۔ کواکب سے مراد ہے وہ شہداء جو آزادی وحریت کی پاسداری میں شہید ہو رہے ہیں۔ انجم سے مراد مجاہدین اسلام ہیں۔ آسماں سے مراد دنیائے اسلام ہے ظفر علی خاں کہتے ہیں کہ شہداء کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ بلکہ ان شہدا کے بدلے میں مزید عظیم لوگ جنم لیں گے جو عالم اسلام کو روشن تر بنانے کے لیے عصر حاضر کے شہدا سے بھی زیادہ قربانیاں دیں گے۔ مولانا ظفر علی خاں کا لب ولہجہ رجائی ہے۔ وہ قوم کے مستقبل سے مایوس نہیں ہیں۔ بقول اقبالؒ:

نہیں ہے نا امید اقبالؔ اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

وہ کہتے ہیں کہ عصر حاضر میں جو سرفروش تن، من، دھن قربان کر رہے ہیں ان کی قربانیاں ضائع نہیں جائیں گی اور ان کی جگہ خالی نہیں رہے گی۔ بلکہ ان کے خون کے اک اک قطرے سے نئے مجاہدین اسلام وحریت کا جھنڈا اٹھائے نکلیں گے جس سے نیا انقلاب بپا ہوگا اور عالم اسلام پر اس وقت جو ظلمت ہے وہ چھٹ جائے گی۔ بقول شاعر:

یہ ہے گامزن منزل ارتقا پر
نظر ہے مجاہد کی راہ خدا پر

الغرض ان شہدا کے لہو سے نئی صبح طلوع ہوگی۔ شاعر کہتا ہے کہ آج برصغیر میں ہر جگہ شہدا قربانیاں دے رہے ہیں، میسور فتح علی خاں سلطان ٹیپو نے اپنے خون سے آزادی کا باب رقم کیا، مجاہدین جنگ آزادی نے حصول آزادی کے لیے جو لاکھوں میں جانیں دی ہیں، یہ رائیگاں نہ جائیں گی۔ مجاہدین شاہ اسماعیل شہیدؒ، مجاہدین مسلم لیگ اور تمام مجاہدوں کی جگہ خالی نہ رہے گی بلکہ دنیا میں ان سے بھی بہادر فرزند نمودار ہوں گے جو ان کی جگہ صف آرا ہوں گے۔ شاعر کہنا چاہتا ہے کہ مجاہدین اسلام کی جدوجہد کو اسلام تلواروں اور سنگینوں سے زیر کرنا ناممکن ہے۔ وہ فرنگیوں کو یہ تنبیہہ کر رہے ہیں کہ تم جتنے زیادہ شہید کرو گے اس سے زیادہ بہادر مجاہدین تمھارے مقابل صف آرا ہوں گے۔ دراصل فرنگیوں نے مجاہدین پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رکھے تھے۔ کوئی بھی آزادی کا روح رواں یا تحریک آزادی سے متعلق مسلمان بلا پس و پیش صلیب پر لٹکا دیا جاتا تھا۔ چناں چہ ظفر علی خاں کہتے ہیں کہ ان مجاہدین کے بدلے میں ایسے سرفروش پیدا ہوں گے جنھیں تلواروں کی چمک، سنگینوں کے سائے اور ظلم وستم سے دبانا ناممکن ہوگا۔ یہ نئی نسل مسلمانوں کے لیے حریت کی پیام بر ہوگی۔ اگر آج حریت پسندوں پر ظلم وستم ہو رہا ہے تو کیا ہوا کہ ہر صبح ہزاروں ستاروں کی قربانی کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ بقول اقبالؒ:

اگر عثمانیوں پہ کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے — کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

ظفر علی خاں نے اس شعر میں مستقبل کی پیشین گوئی کی ہے۔ ایک ایسا مستقبل اُن کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ جس میں نئے ستارے طلوع ہو کر عالمِ اسلام کو تاب ناک بنا دیں گے۔

(4) پھر نئے محمود ہوں گے حامی دینِ متیں — بچہ بچہ غیرتِ الپ ارسلاں ہو جائے گا

(سرگودھا بورڈ 2010ء)

حل لغت:

دین متین: مضبوط دین مراد "اسلام" — حامی: مددگار، دوست

محمود: سلطان محمود غزنویؒ — الپ ارسلان: مشہور سلجوقی بادشاہ، دین دار اور انصاف پسند حکمران جس نے رومی سلطنت کو شکست دے کر ایشیا سے نکال دیا تھا۔

مفہوم:

امتِ مسلمہ میں پھر محمود جیسے اسلام دوست حکمراں پیدا ہوں گے اور قوم کا اک اک فرزند الپ ارسلان کے لیے باعث رشک ہوگا۔

تشریح:

زیرِ تشریح شعر میں شاعر نے مستقبل کے متعلق ایک مرتبہ پھر پیشین گوئی کی ہے اور اس کے لیے دو تلمیحات کا سہارا لیا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ نئی نسل میں محمود غزنوی جیسے مجاہدین پیدا ہوں گے۔ محمود غزنوی نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے۔ اس کا دورِ حکومت 997ء تا 1030ء تک محیط ہے۔ ان سترہ حملوں کے ذریعے اُس نے ہندوستان میں ہندو طاقت پاش پاش کر دی اور آئندہ دور میں مسلم حکومت (سلطان محمود غوری اور قطب الدین ایبک) وغیرہ کے لیے بنیادیں استوار کیں۔

ہند میں محمود کی یلغار نے — کر دیا باطل کو آخر سرنگوں

ظفر علی خاں کہتے ہیں کہ محمود غزنوی جیسے غازی اسلام اور پاکستان کا قیام ممکن بنائیں گے۔ جس طرح محمود غزنوی نے برصغیر میں اسلامی حکومت کے لیے بنیادیں فراہم کیں، اسی طرح یہ مجاہدین بھی برصغیر میں آزاد مسلم ملک کے لیے بنیادیں استوار کریں گے۔ بقول شاعر:

قاسم و غوری و محمود کے وارث ہیں ہم — سرخیاں ہم نے چنیں ان ہی کے افسانوں سے

مزید برآں محمود غزنوی علم و ادب کا شغف رکھنے والے، عالم، فاضل اور فقیہ تھے۔ چناں چہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ شاعر کی مراد یہ ہے کہ نئے ادوار میں کفر و شرک کا توڑ کرنے والے، حق کا بول بالا کرنے والے، علم و ادب کے شغف رکھنے والے، علما، فضلا، فقہا پیدا ہوں گے جو عالم اسلام کے لیے باعثِ استحکام ہوں گے۔ بقولِ اقبالؒ:

رُخ کیا جب بھی کبھی ہم نے صنم خانوں کا ؎ اللہ اللہ کی صدا آئی صنم خانوں سے

دوسری تلمیح شاعر نے ترکستان کے دوسرے بیدار مغز شہنشاہ سلطان الپ ارسلان سلجوقی کی استعمال کی ہے۔ دونوں تلمیحات شاعر نے حکمت سے معمور استعمال کی ہیں۔ الپ ارسلان کی تلمیح فرنگیوں کے توڑ کا اظہار ہے۔ شاعر کہتا ہے جیسے الپ ارسلان نے عیسائیوں کو ایشیائے کوچک سے نکال دیا تھا۔ اسی طرح نئی نسل میں ایسے نوجوان پیدا ہوں گے جو الپ ارسلان جیسی غیرت کے حامل ہوں گے اور فرنگیوں کو برصغیر اور ایشیائے کوچک سے نکال دیں گے۔ یاد رہے کہ ان دونوں سلجوقی حکمرانوں (الپ ارسلان اور ملک شاہ) کی حیثیت صلیبی سیلاب کے سامنے ایک بند کی سی تھی۔ جب تک یہ دو حکمران زندہ رہے بیس لاکھ صلیبیوں کا لشکر ایشیا اور فلسطین نہ پہنچ سکا لیکن جیسے ہی ملک شاہ فوت ہوئے صلیبی ایشیا پر اتر آئے۔ چناں چہ جیسے الپ ارسلان صلیبی یلغار کے لیے ایک بند کی حیثیت رکھتا تھا اسی طرح نئی نسل کے نوجوان بھی یورپی استعماری فتوحات کے آگے بند باندھیں گے اور انھیں برصغیر سے نکال کر اسلام کا پرچم پھر سے سربلند کریں گے۔

بقول حفیظ جالندھری:

نظر آتا ہے لہراتا ہوا اسلام کا جھنڈا ؎ بہر سو نور پھیلاتا ہوا اسلام کا جھنڈا

(5) میرے جیسے ہوں گے پیدا سینکڑوں اہل سخن ؎ نکتہ نکتہ جن کا آزادی کی جاں ہو جائے گا

(سرگودھا 2010ء)

حل لغت: اہل سخن: شاعر، دانش ور، ادیب نکتہ: معنی خیز بات

مفہوم: میرے جیسے سینکڑوں شعرا پیدا ہوں گے جن کا ہر شعر آزادی کا جذبہ بیدار کرنے کے لیے صرف ہوگا

تشریح:

مولانا ظفر علی خاں اعلیٰ پایہ کے شاعر اور آزادی پسند رہنما تھے۔ لیکن حریت پسندی انگریزوں کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ چناں چہ انگریزوں نے مولانا کو کئی بار قید کیا۔ مولانا علی الاعلان لوگوں کو اپنے اخبار ''زمیندار'' میں انگریزوں کے خلاف آزادی کے لیے اُکساتے، جس کی وجہ سے انگریزوں نے ''زمیندار'' بھی بند کر دیا۔ لیکن مولانا ظفر علی خاں نے حریت پسندی کی تبلیغ جاری رکھی۔ بقول ظفر علی خاں:

میں غلاموں کو دیا کرتا ہوں درسِ حریت ؎ میرا پیشہ ہے بغاوت، باغی کہلاتا ہوں میں

شاعر نے اس شعر میں ایک اور پیش گوئی کی ہے۔ کہتے ہیں کہ آج میں اکیلا ہی آزادی کا علمبردار ہوں۔ لیکن جلد وہ دن آنے والا ہے جب برصغیر میں کئی آزادی کے علمبردار شاعر جنم لیں گے۔ بقول شاعر:

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر ؎ ہم سفر ملتے گئے اور کارواں بنتا گیا

چناں چہ مولانا ظفر علی خاں کہتے ہیں کہ جب مجھ جیسے کئی اور شعرا جنم لیں گے جو اپنے اشعار سے قوم میں جذبہ آزادی پیدا کریں گے اور واقعی یہ کام شعرا (اقبال، ظفر علی خاں، حسرت) وغیرہ نے کیا۔ کس کو اس شاعری کی اہمیت سے کیسے انکار ہے۔

شاعری ساحر ہے، پُر زور ہے، خالق جذب ہے اور خالق ہمت ہے۔ الغرض کسی انقلاب کے لئے شاعری بہت لازم ہے۔ تاریخ شاعری کی طاقت کی بیشتر مثالیں پیش کرتی ہے۔ برطانیہ کے قومی شاعر لارڈ بائرن نے اپنی شاعری سے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا تھا۔ اس لیے کہ شاعری میں تاثیر ہوتی ہے اور کلام شاعر باطن کو چھیڑتا اور روح کی گہرائیوں کو گدگداتا ہے۔ کیوں کہ شاعری خون جگر سے تربیت پاتی ہے۔ بقول علامہ محمد اقبالؒ:

اہلِ زمین کو نسخۂ زندگی دوام ہے　　　خونِ جگر سے تربیت پاتی ہے جو سخن وری

لہٰذا شاعر کہتا ہے اِک روز برصغیر میں کئی انقلابی شعرا جنم لیں گے جو اپنی شاعری سے برصغیر کی تقدیر کا پانسہ پلٹ دیں گے۔ یہ لوگ برصغیر کے لوگوں کو آزادی پر اکسائیں گے۔ اُن کے جوش و جذبے سے معمور تمام مسلمانوں میں جوش بھر دیں گے۔ ان کا کلام مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرے گا وہ آزادی کے لئے بھرپور جدوجہد کریں گے۔ آج ہندو مسلم اتحاد کے نعرے لگ رہے ہیں جب شعرا ہندوؤں کے چہرے سے نقاب ہٹائیں گے تو پھر اتحاد کے حامی بھی بٹوارا چاہیں گے۔ الغرض میری شاعری اور میرے ہم نوا شعرا کی شاعری قوم کو بیدار کرے گی۔

(6)　ڈھائی جائے گی بنا یورپ کے استعمار کی　　　ایشیا آپ اپنے حق کا پاسباں ہو جائے گا

(گوجرانوالہ، سرگودھا 12, 2010 ملتان 2006، راولپنڈی 12ء)

حل لغت: ڈھائی جائے گی: ختم کردی جائے گی　بنا: بنیاد

استعمار: ہوسِ ملک گیری کے تحت کسی ملک پر ناحق قبضہ کرنا　　پاسباں: محافظ

مفہوم: جلد ہی یورپی استعمار کی بنیادیں گرا دی جائیں گی اور ایشیا اپنے حقوق کا خود محافظ بن جائے گا۔

تشریح:

زیر تشریح شعر میں ایشیا و ہند کا سیاسی پس منظر جاننا ضروری ہے۔ پہلی مرتبہ انگریز شہنشاہ جلال الدین اکبر کے دورِ حکومت (1600ء) میں سیاحت کے لیے ہندوستان آئے۔ پھر 1610ء میں ملکہ الزبتھ نے شہنشاہ جہانگیر سے تجارت کا قانونی اجازت نامہ حاصل کیا۔ چناں چہ انگریز بحیثیت تاجر برصغیر آنے جانے لگے۔ لیکن 1707ء میں عظیم مغل تاجدار اورنگزیب عالمگیر کی وفات کے بعد مغل سلطنت طوائف الملوکی کا شکار ہوگئی اور انگریزوں نے یہاں قلعوں کی تعمیر شروع کی اور ملکی سیاست میں دخل اندازی شروع کردی۔ 1757ء میں سب سے پہلے انگریزوں نے میر جعفر کی غداری سے بنگال ہتھیا لیا۔ حتیٰ کہ 1762ء کی جنگ بکسر کے بعد مغل شہنشاہ شاہ عالم ثانی نے خود کو انگریزوں کے حوالے کردیا اور 1857ء میں مغلوں کے قلع قمع کے بعد برصغیر تاج برطانیہ کی براہ راست عمل داری میں دے دیا گیا۔ صرف یہی نہیں بہت سے دوسرے ایشیائی ممالک میں تقریباً اسی طرح یورپیوں نے قبضہ جما لیا۔

لیکن مولانا ظفر علی خان کہتے ہیں کہ ایک روز برصغیر کے لوگ تاج برطانیہ کا جُوا اُتار پھینکیں گے۔ بقول شاعر:

بہت بہہ چکی ہے یہ کاغذ کی ناؤ　　　کسی روز خود غرق ہو جائے گی

ایک روز عراق و حجاز سے بھی یورپ والوں کے اقتدار کا جنازہ نکل رہا ہوگا۔ ایک روز فلسطین، اُردون اور شام سے بھی ان کی ہوس گیریوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ بقول شاعر:

کہ مشرق کے مسلماں پھر مسلماں ہوتے جاتے ہیں　　　پڑی ہے کھلبلی مغرب میں یہ برقی خبر سن کر

چناں چہ ایشیا سے یورپی استعماری طاقتوں کا مکمل طور پر دیوالیہ نکل جائے گا۔ ان کی حکومت کی طرح ان کی نام نہاد تہذیب بھی ایک روز خاک میں مل جائے گی۔ بقول علامہ محمد اقبالؒ:

تمھاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی — جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

مولانا ظفر علی خاں کی پیش گوئی بنی بر حقیقت تھی جیسا کہ بعد کے حالات نے ثابت کر دیا۔ یورپی استعمار کا جنازہ (1950-1946) کے دوران ان کے پاس میں نکل گیا تھا اور پاکستان کا قیام بھی اُن کی زندگی ہی میں وقوع پذیر ہوا۔ مغربی استعمار کی اقتدار کی عمارات میں شگاف پڑ گئے اور جن ممالک میں استعماری طاقتوں کا قبضہ تھا وہاں سے یہ لوگ دھکے دے کر نکال دیے گئے۔ اور اس طرح ایشیا اپنے حقوق کا خود محافظ بن گیا۔ ایشیائی خود ایشیا پر حکمران بن گئے۔

(7) نغمہ آزادی کا گونجے گا حرم اور دیر میں — وہ جو دار الحرب ہے دار الاماں ہو جائے گا

(گوجرانوالہ 2010,12ء، ملتان 2007ء، راولپنڈی 12)

حل لغت: نغمہ: گیت، ترانہ حرم: خانہ کعبہ، مسجد، مسلمانوں کی عبادت گاہ دیر: مندر، بت خانہ

دار الحرب: جنگ وجدل کا مقام/ جہاں مسلمانوں کو عبادات دین کی مکمل آزادی نہ ہو/ جہاں معرکہ حق و باطل گرم ہو

دار الاماں: پناہ گاہ، وہ ملک جہاں امن ہو۔

مفہوم: مساجد اور مندروں میں عبادت کی مکمل آزادی ہوگی اور برصغیر دار الحرب سے دار الاماں میں تبدیل ہو جائے گا۔

تشریح:

برصغیر کے ہندو اور مسلمان دونوں ہی انگریزوں کی غلامی سے نجات کے خواہاں تھے۔ انھیں مساجد، مندروں گوردواروں وغیرہ میں آزادانہ طور پر اپنی عبادات کی مکمل آزادی نہ تھی۔ مزید برآں انگریز مسلمانوں کو اسلام سے دور اور عیسائیت کی طرف راغب کرنے میں کوشاں رہے۔ جیسا کہ 1857ء کی جنگ آزادی اگرچہ برسوں کا پکتا لاوا تھا لیکن اس کی فوری وجہ مسلمانوں اور ہندوؤں کو سور کی چربی لگی ہوئی بندوقوں کا زبردستی استعمال کرانا تھا۔ الغرض آئے دن اس طرح کے واقعات پیدا ہوتے تھے اور عیسائیوں کو برصغیر میں عیسائیت کی تبلیغ کے لیے حکومت کا تعاون بھی تھا۔ چناں چہ ظفر علی خان کہتے ہیں کہ اب جلد ہی فرنگیوں کے اقتدار کا جنازہ نکلنے والا ہے اور مساجد (حرم) اور بت کدے (دیر) میں لوگوں کو اپنی اپنی عبادات کی ادائیگی کی مکمل آزادی مل جائے گی۔ بقول شاعر:

پرانا ہوا دفتری اقتدار — سمجھ لو اب اس کا بھی ہے چل چلاؤ

دوسرے شعر میں شاعر نے "دار الحرب" اور "دار الاماں" کی تاریخی اصطلاحات کا استعمال کیا ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ گواہ ہے کہ انگریزوں نے ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ عیاری اور مکاری سے کام لیا۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہادی گئیں۔ پہلی جنگ عظیم (1918-1914) کے دوران انگریزوں نے برصغیر کے مسلم سپاہی بھرتی کیے اور مسلم رہنماؤں سے انھوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ترکی کی خلافت اور مقدس مقامات کو کچھ نہ کہیں گے۔ لیکن فتح کے بعد خلافت ختم کر دی گئی اور ترکی کی عظیم سلطنت پاش پاش کر دی گئی۔ اس سے مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی اور علما نے برصغیر کو دار الحرب قرار دیا اور مسلمانوں کو افغانستان کی طرف ہجرت کرنے کو کہا۔ چناں چہ یہ مسلمان اپنی جائیدادیں اونے پونے داموں فروخت کر کے افغانستان چل دیے، جہاں کے بے درد حاکم نے انھیں سرحدوں سے ہی لوٹا دیا۔ اور یہ مسلمان واپس برصغیر آ کر مزید شکستہ حال اور مایوس ہوئے۔

لیکن مولانا ظفر علی خاں پرامید ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہی برصغیر جو آج دار الحرب بنا ہوا ہے دار الاماں میں تبدیل ہو جائے گا۔ کیوں کہ جب انگریزوں کا اقتدار ختم ہوگا اور جنگ وجدل کا بازار ختم ہو جائے گا تو یہ ملک بھی دار الاماں بن جائے گا۔ شاعر مسلمانوں کو یقین دلا رہا ہے کہ برصغیر آزاد ہوگا کیوں کہ آزادی کے لئے عزم صمیم لازم ہے اور بقول اقبال:

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں، نہ تدبیریں — جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

الغرض مولانا کہتے ہیں کہ ایک دن برصغیر پر یہاں کے باسیوں کا راج ہوگا۔

(8) ہم کو سودا ہے غلامی کا کہ آزادی کی دھن
چند ہی دن میں ہمارا امتحاں ہو جائے گا (ملتان 2007)

حلِ لغت: سودا: جنون، عشق　　دھن: لگن، خواہش　　امتحان: آزمائش

مفہوم: ہم غلامی کے خواہاں ہیں یا آزادی کے متوالے چند ہی روز میں ہمارا امتحاں ہو جائے گا۔

تشریح:

غاصب حکمرانوں کا ازل سے یہ دستور رہا ہے کہ عوام الناس یا غلام رعایا جب اپنے حقوق کی خاطر آواز بلند کرتی ہے تو یہ آواز بہ زورِ تیغ دبا دی جاتی ہے۔ کوئی تحریکِ آزادی کا اجراء ہو تو چند شرپسندوں اور علیحدگی پسند عناصر کی متفقہ سازش قرار دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ باغی تحریک ہے۔ عام عوام الناس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ بالکل یہی رویہ غاصب انگریز حکمرانوں کا تھا۔ یعنی حکمران یہ ظاہر کرتے تھے کہ مسلمان رعایا آزادی نہیں بلکہ غلامی کی خواہاں ہے۔ مسلمان اپنے انگریز حکمرانوں سے مطمئن ہیں۔ مسلمان ان کی حکومت میں غلام رہ کر بڑی خوش حال زندگی گزار رہے ہیں۔ حالاں کہ حقیقت بالکل اس کے برعکس تھی کیوں کہ مسلمانوں کا نظریہ تو بقول شاعر یہ تھا:

کہ آزادی کا اِک لمحہ ہے بہتر
غلامی کی حیاتِ جاوداں سے

اور مسلمان سلطان فتح علی خاں ٹیپو کے اس قول پر کہ ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سال کی زندگی سے بہتر ہے'' پر یقین رکھتے ہیں۔

ایک طرف تو انگریزوں کا یہ رویہ تھا تو دوسری طرف ہندو مسلمانوں کو اپنے شکنجے میں کسنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہندو سام راج کے بعد رام راج کے خواہاں تھے۔ سرکار انگلشیہ کے سامنے وہ یہ ثابت کرنے میں مصروف رہتے کہ مسلماں ہندو مسلم اتحاد کے خواہاں ہیں۔ ہندو رہنما بھی جا بجا مسلم لیگ کو علیحدگی پسند عناصر کی تحریک قرار دیتے رہے اور کانگریس کو ہندو مسلم مشترکہ رہنما جماعت قرار دیتے۔ ہندو تقسیمِ ہند کے شدید مخالف تھے۔ جواہر لال نہرو کے بقول ''ہندوستان کی تقسیم میرے سینے میں ایک خنجر کے مانند ہے''۔ ماسٹر تارا سنگھ کے بقول ''پاکستان میری لاش پر بنے گا''۔ اچاریہ کرپلانی کہتا تھا کہ ''پاکستان کا خواب کبھی پورا نہیں ہوگا''۔ گاندھی کہتا تھا ''میں گئو ماتا (ہندوستاں) کے ٹکڑے نہیں ہونے دوں گا''۔ سردار پٹیل کہتا تھا کہ ''ہندوستان اکھنڈ ہے اکھنڈ ہی رہے گا پاکستان بن بھی گیا تو چند ماہ میں اپنی موت مر جائے گا''۔ یہ تھے ہندوؤں کے بیانات۔

لیکن مولانا کہتے ہیں کہ مسلمان اپنے قول و فعل سے یہ ثابت کر دکھائیں گے کہ انھیں آزادی چاہیے۔ وہ انگریزوں کی غلامی کے بعد متعصب ہندو کی غلامی کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ ہندوؤں نے بہتیرا ہندوستاں متحد رکھنے کی کوشش کی اور مسلمانوں کو دبانے کی کوشش کی لیکن مسلمانوں نے یہ ثابت کر دکھایا۔

اسلام زمانے میں دبنے کو نہیں آیا
تاریخ میں یہ مضموں ہم تم کو دکھاویں گے

اور واقعتاً مسلمان اس امتحان میں پورے اترے اور لاکھوں قربانیوں کے بعد آخر کار پاکستان وجود میں آیا۔

(9) اس بشارت کو نہ سمجھو ایک دل خوش کن قیاس
جس کو سن کر ہر مسلماں، شادماں ہو جائے گا

حلِ لغت: بشارت: خوش خبری / نوید　　دل خوش کن قیاس: دل کو خوش کرنے والا خیال　　شادماں: خوش

مفہوم: میری اس بشارت کو محض خوش فہمی نہ سمجھا جائے بلکہ اسے سن کر مسلمانوں کے دل شادماں ہو جائیں گے۔

تشریح:

یہ ایک نفسیاتی حربہ ہے کہ جب کسی کو خوابِ غفلت سے جگانا مطلوب ہو تو دو طریقے استعمال کیے جاتے ہیں ایک تو یہ کہ ماضی سے تقابل کر کے موجودہ حالات کی نہایت خراب منظر کشی کی جاتی ہے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حوصلہ و عزم پیدا کر کے تابناک مستقبل کی خوش خبری دی جاتی ہے۔ زیرِ تشریح شعر میں مولانا ظفر علی خاں نے دوسرا حربہ آزمایا ہے۔ انھوں نے قوم کو تابناک مستقبل کی نوید دی ہے۔ تاکہ وہ مایوسی کی دلدل سے نکل کر ہمت و جرات کی راہ اختیار کریں۔

وہ کہتے ہیں کہ اس خوش خبری کو سن کر یہ تصور نہیں کرنا چاہیے کہ ایک دیوانے کا خواب یا ایک شاعر کی بڑ اور دل کو خوش کرنے والا ایک حسین تخیل ہے۔ اس نوید کو نہ تو خوش فہمی سمجھا جائے، نہ غلط فہمی کہا جائے اور نہ ہی خام خیالی پر محمول کیا جائے۔ بلکہ یہ بات مبنی بر حقیقت اور ایک ایسا خواب ہے جو جلد ہی شرمندۂ تعبیر ہونے والا ہے۔ ایک ایسی بات ہے جو جلد ہی سچ کا لبادہ اوڑھنے والی ہے۔ ایک ایسا قیاس ہے جو بالکل سچ ہے۔ کیوں کہ شاعر کے بقول یہ باتیں اُس نے فقط اقوامِ مسلم اور مسلمانانِ ہند کی تسکین کی خاطر نہیں کیں بلکہ وہ اپنی چشمِ تخیل سے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور استعماری طاقتوں کا جنازہ نکلتا ہوا دیکھ رہا ہے۔ اس نے اپنی بصیرت سے یہ اندازہ کر لیا ہے کہ ہندوستان تقسیم ہو کر رہے گا۔ اس کے سامنے وہ منظر عیاں ہے جب پھر سے دنیا میں "لا الٰہ الا اللہ" کا ڈنکا بج رہا ہوگا۔

ہے اس وقت کا منتظر گوشِ ملت   کہ نقارہ اسلام کا بج رہا ہے

دراصل شاعر عام لوگوں سے زیادہ بالغ نظر اور صاحبِ بصیرت ہوتا ہے۔ وہ قوم کی رواں حالت کے تناظر میں مستقبل کی سمت کا تعین کرتا ہے جو اکثر اوقات درست ثابت ہوتی ہے۔ بقول منیر نیازی:

ے
میں دیکھتا ہوں اُسے جو دکھائی دیتا نہیں   میں سن رہا ہوں اُسے جو سنائی دیتا نہیں

اور بلاشبہ مولانا کی یہ پیش گوئی بھی بعد میں سچ ثابت ہوئی اور واقعی یہ دل خوش کن قیاس نہ تھا بلکہ حقیقی قیاس تھا جو بعد میں مکمل طور پر صحیح ثابت ہوا۔

(10) سچ ہے میرا حرف حرف اور جس کو اس میں شک ہے آج   دیکھ لینا کل مرا، ہم داستاں ہو جائے گا

حلِ لغت: ہم داستاں: ہم خیال

مفہوم: جس شخص کو آج میری باتوں پر شک ہے وہ کل جان لے گا کہ میرا اک اک حرف سچ تھا۔

تشریح:

زیرِ تشریح شعر میں مولانا ظفر علی خاں نے جوش و جذبے اور پُر امید لہجے میں بات کی ہے۔ انھیں مسلمانوں کی کامیابی کا کامل یقین تھا۔ انھیں یقین تھا کہ مسلمانوں کی نشاۃِ ثانیہ قریب ہے۔ مسلمانوں کے زوال کے آخری برس ہیں اور جلد ہی مسلمانوں کو عروج حاصل ہوگا۔ بقولِ اقبالؔ:

ے
آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش   اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی

چناں چہ وہ کہتے ہیں میرا کہا ہوا ہر حرف، ہر لفظ اور ہر شعر حقیقت کا اظہار ہے۔ تمام اشعار میں جو باتیں کی ہیں وہ حقیقت پر مبنی ہیں۔ بقول میر تقی میرؔ:

ے
مستند ہے میرا فرمایا ہوا   سارے عالم پہ ہوں میں چھایا ہوا

شاعر کہتا ہے کہ جس شخص کو بھی ان باتوں میں شک ہے یا جو ان باتوں پر یقین نہیں رکھتا اور انھیں شکوک و شبہات کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ مستقبل قریب میں وہ ان حقائق کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے آگے سرِ تسلیم خم کرے گا۔ مستقبل میں وہ بھی میرا ہم نوا بن جائے گا۔ جو لوگ حالات کی سنگینی اور مسلمانوں کی کمزوری کی وجہ سے آزادی کو دیوانے کا خواب سمجھتے ہیں، وہ جان جائیں

کہ غلامانِ محمد ﷺ زیادہ دیر غلامانِ فرنگ نہیں رہ سکتے۔ اور یہ عجب بات ہے کہ آنے والے دور نے واقعی مولانا کی پیش گوئیاں صحیح ثابت کر دیں۔ برصغیر اور ایشیا آزاد ہو گئے۔ برطانوی سلطنت جس پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا تھا، پھر سے ... کی روانگی۔ حجاز، عراق و ایران وغیرہ پر سے بھی استعماری طائر پرواز کر گیا۔ 1992ء میں روس کی ایشیائی مقبوضہ ریاستیں وسطی ایشیائی ریاستیں (قازقستان، ازبکستان و ترکمانستان) وغیرہ بھی سوویت یونین کے پنجے سے آزاد ہو گئیں۔ "دارالاماں" کے متعلق انھوں نے جو پیش گوئی کی تھی وہ بھی صحیح ثابت ہوئی۔ پاکستان آزاد ہوا اور جنرل محمد ضیاء الحق کے عہد میں افغان علما نے پاکستان کو دارالاماں قرار دیا اور ہزاروں افغان پاکستان آئے۔ یہ سب کچھ ظفر علی خاں کے صاحب بصیرت ہونے کی دلیل ہے۔

مشقی سوالات

سوال 1: نظم کا متن پیش نظر رکھتے ہوئے نیچے دیے گئے ہر سوال کے درست جواب کے شروع میں (✓) کا نشان لگائیں۔

(۱) "ہو جائے گا" اس نظم میں کیا ہے؟
(الف) تشبیہ (ب) استعارہ (ج) قافیہ ✓ (د) ردیف

(۲) کواکب کے عوض کیا طلوع ہوں گے؟
(الف) نئے خورشید (ب) نئے ماہتاب ✓ (ج) نئے انجم (د) نئے اجرام

(۳) کن کا تختہ تختۂ آزادی کی جولاں ہوگا؟
(الف) اہلِ قلم کا ✓ (ب) اہلِ سخن کا (ج) اہلِ وفا کا (د) اہلِ ہنر کا

(۴) دینِ متین کے حامی کون ہوں گے؟
✓ (الف) نئے محمود (ب) نئے ایاز (ج) نئے طارق (د) نئے ایوبی

سوال 2: رخشندہ تر، محمود، دینِ متین، یورپی استعمار، خوش کن قیاس کا مفہوم واضح کریں۔

رخشندہ تر : بہت زیادہ روشن، مسلمانوں کو پھر عروج حاصل ہوگا۔
محمود : سلطان محمود غزنوی، مشرقِ وسطیٰ کا حاکم جس نے ہندوستان کے راجوں کا غرور خاک میں ملا دیا تھا۔
دینِ متین : ابدی و ہمیشہ رہنے والا دین، اسلام۔
یورپی استعمار : طوالتِ سلطنت اور ہوسِ اقتدار کے تحت یورپی ممالک کا دوسرے ممالک پر غاصبانہ قبضہ
خوش کن قیاس : ایسا اندازہ جو ذہن کو اچھا محسوس ہو۔

سوال 3: تلمیح کی تعریف کیجیے اور اس نظم کے اُس شعر کی تشریح کریں جس میں تلمیح استعمال ہوئی ہے۔
جواب: تشریح کے لیے دیکھیے حصہ تشریح۔

سوال 4: نظم "مستقبل کی جھلک" کا خلاصہ تحریر کیجیے۔
جواب: دیکھیے نظم کا خلاصہ

سوال 5: نظم "مستقبل کی جھلک" کا مرکزی خیال ایک دو جملوں میں تحریر کریں۔
جواب: بہت جلد مسلمانوں کی کایا پلٹنے والی ہے۔ نئے مسلم سورما پیدا ہوں گے اور مسلمانوں کو پھر سے عروج حاصل ہوگا۔

سوال 6: نظم "مستقبل کی جھلک" کے پہلے اور آٹھویں شعر کی تشریح کیجیے۔
جواب: دیکھیے اشعار کی تشریح۔